تعلیق 5[1]

"اولی الامر" سے مراد

(اہل قوت و اہل علم)

"اولی الامر" سے مراد ہے: مسلم جماعت کے والی، عہدہ دار اور امراء۔ تفسیر ماثور میں بھی یہ مذکور ہے؛ ابن جریر طبریؒ (مفسرین کے اقوال کا ایک طویل ذکر کرنے کے بعد) اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔ تاہم یہ بات توجہ طلب ہے کہ سلف سے ماثور تفسیر میں جابجا "اولی الامر" سے مراد "اہل علم" اور "اہلِ فقہ" بھی کیا گیا ہے۔ صرف ابن جریر طبری کی تفسیر میں ہی یہ اقوال روایات کی کثرت کے ساتھ آپ کے سامنے آتے ہیں (ملاحظہ ہو تفسیر طبری بابت آیت 59 سورۃ النساء):

- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ: أُولِي الْأَمْرِ یعنی: تم میں سے اولی الفقہ
- مجاہد: أُولِي الْأَمْرِ یعنی: اولی الفقہ والعلم
- ابن ابی نُجَیح: أُولِي الْأَمْرِ یعنی: اولی الفقہ فی الدین والعقل
- ابن عباس رضی اللہ عنہ: أُولِي الْأَمْرِ یعنی: اھل الفقہ والدین
- عطاء بن السائب: أُولِي الْأَمْرِ یعنی: اولی العلم والفقہ
- عطاء بن ابی رباح: أُولِي الْأَمْرِ یعنی: فقہاء وعلماء
- حسن بصری: أُولِي الْأَمْرِ یعنی: علماء
- ابو العالیۃ: أُولِي الْأَمْرِ یعنی: اھل العلم۔

'ملاؤں کی حکومت' سے جھینپنے والے حضرات کے لیے درج بالا تفسیرِ ماثور میں سوچنے اور سمجھنے کے لیے یقیناً بہت کچھ ہے!

"أُولِي الْأَمْرِ" کی تفسیر اس کثرت کے ساتھ "اہلِ علم و فقہ" کے الفاظ سے ہونے کے پیچھے جو دو بڑی حقیقتیں بول رہی ہیں، اور جو کہ "تیسری اطاعت" کے حوالے سے خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں، وہ یہ ہیں:

---

[1] ابن تیمیہ کے متن میں دیکھئے فصل اول، حاشیہ 5

≈ قرآن کے تشکیل کردہ معاشرہ میں اصحابِ اقتدار اصل میں ''علماء'' ہی ہوتے تھے۔ وہاں چونکہ علمِ شرعی رکھنے والے لوگ ہی امارتوں اور عہدوں پر فائز تھے لہٰذا ''علم'' اور ''امارت'' لازم وملزوم مانے جاتے تھے۔ چنانچہ ''امر'' بولتے تو ''علم'' ساتھ آتا اور ''علم'' بولتے تو ''امر'' خودبخود ساتھ آتا۔ یہی وہ نقطۂ مفقود ہے جس کی بازیافت حتی الامکان آج ضروری ہے۔

≈ دوسرا یہ کہ ''امراء وعہدہ داران'' اگر کسی وقت ''غیر علماء'' تصور کر بھی لیے جائیں تو یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے واجب اطاعت ہوں گے۔ امیر، عالم کے لیے واجب اطاعت ہو گا انتظامی معاملہ میں۔ اور عالم، امیر کے لیے واجبِ اطاعت ہو گا شرعی وفکری معاملہ میں؛ جو کہ اہم تر ہے۔ بایں صورت عوام الناس کو بھی ''انتظامی'' معاملہ میں امراء کی اطاعت... اور ''شرعی، فکری، تہذیبی اور نظریاتی'' معاملات میں علماء کی اطاعت کرنا ہو گی... اور یہ دونوں طبقے (امراء وعلماء) عوام الناس کے حق میں، نیز ایک دوسرے کے حق میں، ''أُولِي الْأَمْرِ'' کہلائیں گے؛ ازروئے آیت و ازروئے تفسیرِ سلف۔ خصوصاً اس پر دیکھیے تفسیر ابن کثیر جو دونوں طرح کے اقوالِ سلف نقل کر دینے کے بعد، اختتام پر، اپنی تقریر دیتے ہوئے لکھتے ہیں: الظَّاهِر وَاَللَّه أَعْلَم أَنَّهَا عَامَّة فِي كُلّ أُولِي الْأَمْر مِنْ الْأُمَرَاء وَالْعُلَمَاء كَمَا تَقَدَّمَ ''ظاہر یہ ہوتا ہے، واللہ اعلم، کہ یہ آیت سبھی اولی الامر کو شامل ہے یعنی امراء بھی اور علماء بھی، جیسا کہ پیچھے گزر چکا''۔ (دیکھئے تفسیر ابن کثیر بابت سورۃ النساء آیت 159)

یہ ہے مسلم معاشرے کی ''امامت''۔ جو کہ اہل اسلام کی دولت اور خلافت کے لیے اساس فراہم کرتی ہے۔ شاید ہمارے لیے یہ اندازہ کرنا مشکل ہو کہ ''جماعتِ مسلمہ'' (مسلم معاشرے اور مسلم دولت) کی تشکیل اور قیادت میں ''علمِ شرعی'' اور ''علمائے شریعت'' کا کس قدر مرکزی کردار ہے۔ بلکہ اسے مسلم اجتماعیت اور مدنیت کی ریڑھ کی ہڈی کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ ہو بھی کیوں نہ، خدا سے ڈرنے والے اور خدا کے مرتبے اور مقام (جو کہ آئینِ اسلامی کا مرکزی نقطہ ہے) سے اصل واقفیت رکھنے والے، نیز ''جملہ معاملات کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹانے'' کا سلیقہ رکھنے والے علماء ہی ہیں: إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ